بات کی بات میں کشیپ جی نے اپنی ودیا کے بل سے اس بھسم ہوئے درخت کو پھر زندہ کر دیا۔ اس میں پہلے انکر نکلا۔ پھر اس میں دو کونپلیں نکلیں۔ پھر بتدریج اس میں بہت سی کئی ڈالیاں اور بڑے بڑے تنے نکل آئے۔ کشیپ کے منتر بل سے درخت کو ہرا بھرا ہوا دیکھ کر تکشک بولا۔ ہے براہمن! درخت کو ہرا بھرا کر دینا آپ کے لئے کچھ بھی بڑی بات نہیں ہے۔ میرے یا مجھ سے زہریلے ناگوں کے زہر کو آپ دُور کر سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ بھلا یہ تو بتلایئے۔ کہ کس چیز کی خواہش سے آپ راجہ کو پھر زندہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ چیز خواہ کتنی ہی دُرلبھ کیوں نہ ہو۔ آپ کی نذر کر کے میں آپ کی خواہش کو پورا کر دوں گا۔

ہے برہمن! ایک رشی کے سراپ سے راجہ کی عمر گھٹ گئی ہے۔ وہاں کوشش کرنے سے شاید آپ کو کامیابی نہ بھی حاصل ہو۔ اگر وہاں برہم سراپ سے نشٹ ہوئے راجہ کو آپ زندہ نہ کر سکے۔ تو تینوں لوکوں میں پرسدھ آپ کی بے عیب شہرت گرہن ہوئے سورج کی طرح پھیکی پڑ جائے گی۔ شری کشیپ جی بولے۔ ہے سرپ راج میں دھن کی آشا سے وہاں جاتا ہوں۔ تم مجھے دھن دے دو۔ میں زر پانے سے لوٹ جاؤں گا۔ تکشک بولا! ہے براہمن جتنے دھن کے لئے تم راجہ کے پاس جا رہے تھے اس سے دوگنا دھن میں تم کو دیتا ہوں۔ تم لوٹ جاؤ۔ تکشک کی یہ بات سن کر کشیپ نے دھیان لگا کر دِویہ درشٹی سے دیکھا کہ پانڈو پتر راجہ پریکشت کی عمر سچ مچ ہی پوری ہو گئی ہے۔ تکشک من مانا دھن لے کر لوٹ گئے۔

اس طرح کشیپ رشی کو واپس لوٹا کر تکشک ہستناپور کو چلا راستے میں اس نے سُنا کہ بے شمار زہر کو دُور کرنے والے وید اور سانپ کے زہر کو جھاڑنے والے رشی لوگ راجہ کی رکھشا کر رہے ہیں۔ تب تکشک نے مایا کے ذریعے راجہ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے بہت سوچ کر ایک تدبیر نکالی۔ اپنے ماتحت ناگوں کو اس نے تپسوی رشیوں کے بھیس میں راجہ کے پاس بھیجا۔ تکشک نے اُن سے کہہ دیا۔ کہ تم لوگ مُنیوں کا رُوپ بنا کر راجہ کے پاس جاؤ۔ اور انہیں آشیرباد میں پھل مُول (کُشا۔ پانی) ارپن کرو۔ دیکھو۔ ان کے آگے جا کر گھبرا نہ جانا۔ سانپوں نے تکشک کے حکم کے مطابق کام کیا۔ اور راجہ کو پھل۔ مُول اور پانی دیا۔ راجہ نے ان سے وہ سب سامان لے لیا۔ اور ان کو کام پورا کر چلے جانے کا حکم دیا۔ تپسوی بھیس دھاری سانپوں کے چلے جانے پر راجہ نے اپنے مصاحبوں اور وزیروں سے کہا آؤ۔ ہم لوگ رشی منیوں کے لائے

ہوتے ان لذیذ پھلوں کو کھائیں ۔ راجہ نے ان میں سے ایک پھل اُٹھا لیا۔ بھگوان کے حکم سے اور براہمن کے سراپ سے راجہ نے وہی پھل کھانے کے لئے اُٹھایا جس میں تکشک ناگ اُنہیں کاٹنے کے لئے بیٹھا تھا۔ اس پھل کو کھاتے کھاتے راجہ نے دیکھا کہ اس میں ایک بہت ہی چھوٹا کیڑا بیٹھا ہے اس کی آنکھیں سیاہ اور جسم کا رنگ لال ہے اس کیڑے کو چٹکی سے اُٹھا کر راجہ نے وزیروں سے کہا۔ کہ دیکھو۔ سورج غروب ہو رہا ہے اب مجھے سانپ کے زہر کا ڈر نہیں رہا۔ اس وقت اگر یہ کیڑا تکشک ہو کر مجھے کاٹ کھائے۔ تو رشی کے بالک کا بچن بھی سچ ہو جاتے اور میں بھی سراپ سے چھوٹ جاؤں۔ یہ کہہ دَیو (قسمت) کی پریرنا سے وزیروں نے بھی راجہ کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ راجہ نے ہنستے ہنستے اس کیڑے کو اپنے گلے میں لگا لیا۔ راجہ ہنس ہی رہے تھے کہ ایسے وقت تکشک نے اپنا رُوپ دھارن کر کے اپنے جسم سے بہت تیزی سے راجہ کی گردن کو لپیٹ لیا۔ اور ہے شونک جی سرپ ناتھ تکشک نے پھنکار مار کر راجہ کو کاٹ کھایا۔

راجہ دُشینت کی کتھا

راجہ جنیجے بولے۔ ہے برہمن! آپ سے ہم نے دیوتا دَیت راکشس۔ گندھرو اور اپسراؤں کے انش اوتاروں کی کتھا سُنی۔ اب آپ کرپا کر کے ان براہمنوں کے سامنے کُرو بنس کی کتھا شروع سے کہئے۔ مجھے سُننے کی بڑی ابھلاشا ہو رہی ہے۔

شری ویشمپاین جی بولے۔ ہے بھرت سرِشٹ! دُشینت نامی ایک پرتاپی راجہ کوروؤں کے آدی پُرش تھے۔ چاروں سمندروں تک اُن کی حکومت تھی اور رُوئے زمین پر جتنا اناج پیدا ہوتا تھا اُس کا چوتھا حصّہ "خراج" لیتے تھے۔ کئی جزیرے اور نو آبادیاں بھی اُن کے ماتحت تھیں اُن کے راج میں چاروں وَرن بڑے سُکھ سے رہتے تھے۔ اُس وقت وَرن سَنکر (دوغلی اولاد) کی جڑ بدمعاشی کا کہیں پتہ بھی نہیں تھا۔ لوگوں کو کھیتی میں اناج بونا نہیں پڑتا تھا۔ بنا بوئے ہی زمین اناج کے ڈھیر لگا دیتی تھی۔ اِس لئے کوئی بھی کھیتی نہیں کرتا تھا۔ ساری سلطنت میں کہیں پاپ نظر نہیں آتا تھا سب لوگ دھرم میں لگے رہ کر دھرم اور ارتھ کی کمائی کرتے تھے۔ راجہ دُشینت کے عہدِ حکومت میں نہ چور کا کھٹکا تھا نہ قحط کا ڈر تھا اور نہ متعدی امراض وغیرہ کا نام سُنائی دیتا تھا۔ چاروں وَرن اپنے اپنے دھرم کا پالن کرنے میں ہی لگے رہتے تھے۔ کسی خواہش کی پُورتی (تکمیل) کے لئے انوشٹھان وغیرہ نہیں کئے جاتے تھے۔ بارش اپنے آپ وقت پر ہوتی تھی۔ اس راجہ کے عہدِ حکومت میں رعایا نڈر ہو کر اور بے فکر ہو کر رہتی تھی۔ سب اناجوں میں رَس ہوتا تھا۔ زمین دھن دھان سے بھری پڑی تھی کھانیں رتنوں سے پُر تھیں۔ مال و دولت کا کچھ شمار نہ تھا۔ سب براہمن اپنے کرم میں لگے ہوتے ست وادی تھے۔ نوجوان راجہ دُشینت کا جسم بجر (الماس) کی طرح سخت تھا۔ اُن کی بہادری بھی بے نظیر تھی۔ وہ بنوں اور درختوں سمیت مندراچل پہاڑ کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر تان سکتے تھے۔ وہ چار

طرح کے یدھ۔ گدایدھ (گُرز کی لڑائی) وغیرہ میں اور ہاتھی گھوڑے کی سواری میں بڑے ہی ماہر تھے۔ مہاراج دُشینت وشنو کی مانند بلوان۔ سورج کی طرح تیجوی، سمندر کی طرح گھمبیر اور پرتھوی کی طرح کشما شیل تھے۔ راجدھانی اور سلطنت کی سب پرجا اُن سے بہت خوش تھی اور راجہ کو پیار کرتی تھی کیونکہ راجہ دھرم بھاو سے راج کرتے تھے۔

شکار کے لئے دُشینت کا بَن کو جانا

راجہ جنمیجے نے کہا۔ بھگون۔ مہامتی بھرت کا جنم۔ جیون چرتر اور شکنتلا کی کتھا بالترتیب سُننے کی خواہش ہوتی ہے۔ ہے رشی بہادر دُشینت نے جس طرح سے شکنتلا کو پایا۔ اس شیر نر نے جو جو کارہائے نمایاں کئے تھے تفصیل سے ان کی کتھا کہیئے مجھ کو شروع سے اخیر تک سُننے کی خواہش ہو رہی ہے۔

شری ویشمپاین جی بولے۔ ایک وقت کا ذکر ہے کہ مہا باہو راجہ دُشینت بہت سی چترانگنی سینا اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ لے کر شکار کو گئے۔ تلوار، شکتی، گدا، موسل، پراس، تومر وغیرہ ہتھیار لے کر سینکڑوں یودھا چاروں طرف سے مہاراجہ کو گھیر کر چلے۔ بہادروں کی گرج، شنکھوں اور نقاروں کے شور، رتھوں اور پہیوں کی گڑگڑاہٹ، ہاتھیوں کی چنگھاڑ، گھوڑوں کا ہنہنانا اور اس طرح کے اور بھی طرح طرح کے شور سے آسمان گونج اُٹھا۔ محلوں پر کھڑی عورتیں بہادر، یش والے اور اندر کی طرح تیجسوی راجہ دُشینت کو شاہی لباس میں مزیّن دیکھ کر اپنے آپ کو کرتارتھ سمجھ کر آپس میں کہنے لگیں۔ دیکھو، یہ دشمن کے ناشس کرنے والے۔ پراکرمی۔ پورو بنسی شیر نر مہاراج دشینت ہیں۔ یہ اپنے زورِ بازو سے دشمنوں کو مار کر ساری دنیا پر بلا شرکتِ غیرے حکومت کرنے والے ہمارے مہاراج ہیں۔ اس طرح پریم بھری باتوں سے تعریف کرتی ہوئی عورتیں جگہ جگہ پر مہاراج کے اوپر پھولوں کی برشا کرتی جاتی تھیں۔ راستے میں براہمن لوگ وید پاٹھ کر کے آشیرباد دیتے اور تعریف کرتے ہوتے ملتے تھے۔ ہرن کا شکار کرنے کے لئے راجہ دُشینت اس طرح شہر سے نکل کر بن کی طرف چلے۔ مست ہاتھی کے ہودے پر اندر کی مانند بیٹھے ہوئے راجہ کے پیچھے براہمن۔ کشتری، ویش،

شودر وغیرہ سب آشیرباد دیتے اور جے جے کار کرتے ہُوئے چلے۔

بہت دُور شہر کے پھاٹک تک پہنچ کر سب لوگ راجہ کی آگیا سے شہر کو لوٹ گئے۔ وہاں سے راجہ گرڑ کی مانند تیز رفتار رتھ پر چڑھ کر اس کی گھرگھراہٹ سے آکاش کو بھرتے ہوئے بَن کو چلے۔

آگے راجہ کو نندن بن کی مانند منوہر بن دکھائی دیا۔ راجہ نے دیکھا کہ اس میں بیل، مدار، کتھا وغیرہ طرح طرح کے درخت ہیں۔ پہاڑی سے گرے ہوئے بڑے بڑے پتھر اِدھر اُدھر چھٹے ہیں۔ وہاں کے نشیب و فراز بڑے بیہڑ ہیں۔ کئی یوجن (کوس) تک پھیلے ہوتے اس بَن میں دُور تک کسی انسان کا پتہ نہیں ہے چاروں طرف ہرن اور شیر وغیرہ درندے ہی دکھائی دیتے ہیں۔

اس جنگل میں فوج وغیرہ کے ساتھ جاکر راجہ دشینت شیر چیتے وغیرہ جانوروں کا شکار کرنے لگے۔ دشینت نے اپنے بانوں سے نشانہ بنا کر کئی جانوروں کو مارا اور زخمی کیا۔ بہت دُوری پر بھاگے جا رہے شیروں کے جسم بھی راجہ کے تیروں سے چھلنی ہو گئے۔ دُور کے جانوروں کو تو تیروں سے مارا اور جو پاس تھے انہیں تلوار سے کاٹ ڈالا۔ تیر، تلوار اور شکتی، گدا تو مرد وغیرہ ہتھیاروں سے راجہ اور راجہ کے مصاحبوں وغیرہ نے اِدھر اُدھر بھاگ بھاگ کر جانوروں کو مارا۔ تب باقی ماندہ شیر، درندے وغیرہ جان بچا کر بھاگے۔ جھنڈ کے سردار ہرنوں کے مارے جانے پر یا بھاگ جانے پر جُھنڈ سے علیحدہ ہوئے۔ کئی ہرن ڈر سے چلاتے چھلانگیں مارتے ہوئے اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

بہت دیر تک بھاگتے رہنے کی وجہ سے تھکان اور پیاس سے گھبراتے ہوئے کئی پشو سُوکھی ندیوں سے جَل نہ پاکر وہیں گر پڑے۔ ان میں چلنے پھرنے کی بھی تاب نہ رہی۔ کچھ سپاہیوں نے بھوک سے ویاکل ہو کر ہرنوں کا کچا گوشت کھا لیا اور کچھ لوگ آگ جلا کر اس میں گوشت کاٹ کاٹ کر باقاعدہ پکا کر کھانے پینے لگے۔

مست ہاتھی بہادر شکاریوں کے تیروں سے زخمی ہو رہے تھے وہ اپنی سونڈوں کو سمیٹے ہوئے بڑی تیزی سے بھاگتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اُن کے جسموں سے خون بہہ رہا تھا۔ مارے ڈر کے مَل مُوتر نکلا پڑتا تھا۔ راجہ

کی سیاہ بادلوں کی طرح اس بَن کو گھیرے ہوتے تھی اور تیروں کی بارش مینہ کے برسنے کی طرح معلوم دیتی تھی۔

شری ویشمپائن جی بولے۔ ہے راجن! راجہ دُشینت بے شمار جانوروں کا شکار کرتے کرتے تھک گئے اور بھوک پیاس نے انہیں بھی ستانا شروع کیا۔ صرف ایک نوکر کے ساتھ اکیلے ایک دوسرے بَن میں جا نکلے جہاں انہیں ایک بڑا بھاری میدان ملا۔ راجہ اس میدان کو پار کر کے ایک بڑے بھاری منوہر بَن میں گئے۔ دیکھا اس سہاؤنے بَن میں رشی مُنیوں کے کئی اچھے اچھے آشرم ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی راجہ کی آنکھیں شانت ہوئیں اور من خوش ہو گیا۔ وہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہَوا چل رہی تھی۔ نرم نرم گھاس اُگی ہوئی تھی۔ کئی پھُولے پھلے ہوئے درخت جہاں دیکھو تہاں لگے ہوئے تھے۔ میٹھی بولیاں بولنے والے کئی پرندے طرح طرح کی بولیاں بول رہے تھے۔ ان کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی۔ بڑے بڑے درخت سب جگہ اپنی پھیلی ہوئی ڈالیوں سے سایہ کئے ہوئے تھے۔ اس تپوبن میں کہیں کہیں کوئل اپنی شیریں تان سنا رہی تھی۔ کہیں جھینگروں کی جھنکار سنائی دیتی تھی۔ کہیں خوشبودار پھولوں کے درختوں کے پاس بھنورے بھنّاتے ہوئے ایک درخت سے دوسرے درخت پر اُڑ اُڑ کر گھومتے پھرتے تھے۔ اس تپوبن میں پھلوں پھولوں سے خالی یا کانٹے دار کوئی درخت نہ تھا۔ پرندوں کی چہچہاہٹ سے بھرے ، پھولوں سے لدے ، سب موسموں میں پھولنے پھلنے والے اور گھنے سایہ دار منوہر درختوں والے اس خوشگوار تپوبن میں راجہ کے داخل ہوتے ہی ہَوا سے ہل رہے۔ درخت ان کے سر پر بار بار پُشپ ورشا (گُلباری) کرنے لگے۔ درختوں کی اونچی ڈالیوں پر بیٹھے ہوئے پرندے اپنی خوش الحانی سے گویا ان کا استقبال کرنے لگے اور پھولوں کے بوجھ سے جھکی ہوئی ڈالیوں پر گونجتے ہوئے بھنورے گویا ان کی اُستتی کرنے لگے۔ وہاں کے پھولوں سے لدے ہوئے لتا کنج وغیرہ منوہر مقاموں کو دیکھ کر راجہ کو بڑی خوشی ہوئی۔ راجہ نے دیکھا۔ بڑے بڑے درخت ڈالیاں پھیلا کر گویا ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔ وہ اونچے درخت اِندر کے جھنڈے کی طرح زیب دے رہے ہیں اور وہاں سدھ چارن گندھرو ، اپسرائیں۔ ودّیادھر وغیرہ چہرتے ہیں۔ باز ، لنگور وغیرہ جنگلی جانور اِدھر اُدھر موج سے گھوم رہے ہیں۔ سُگندھ ایک شیتل ، پھُولوں سے

شگندھت پون گویا سیر کرتی ہوئی اس خوشگوار جگہ میں چہل قدمی کر رہی ہے۔

وہ بن ندی کے کنارے پر کچھار میں تھا۔ اس بن کی سیر کرتے کرتے راجہ کو ایک بہت ہی خوشگوار آشرم دکھائی دیا۔ جس میں پرم شانتی براج رہی تھی۔ اس آشرم کے درختوں پر پرندے کلولیں کر رہے تھے۔ اگنی ہوتر کی آگ کا دھواں اٹھ رہا تھا۔ وہاں جتی اور بال کھیلہ رشی براجتے تھے۔

اگنی ہوتر کی جگہوں میں سگندھت پھول بچھے ہوتے تھے۔ آشرم کے پاس ہی مالنی ندی بہہ رہی تھی۔ اس کے بڑے بڑے کچھار آس پاس پڑے ہوتے تھے۔ اس ندی کے پوتر جل کو چھوتے ہی سب طرح کا تاپ مٹ جاتا ہے۔ اس آشرم کی بھومی میں شریر سانپ وغیرہ جانوروں کو بھی شانت بھاو سے پھرتے دیکھ کر راجہ کو بڑی خوشی ہوئی۔ مہاراج دشینت سورگ کی مانند منوہر اس آشرم کے پاس بہنے والی۔ سب کو جیون دان دینے والی پوتر جل سے بھری مالنی ندی کی شوبھا دیکھتے ہوتے گھومنے لگے۔ راجہ نے دیکھا ندی کے کنارے پر چکرواک (چکوا۔ سرخاب) پکشی کلولیں کر رہے ہیں۔ جل میں پوجائے پھول بہ رہے ہیں۔ کہیں کنتر، کہیں بابز، کہیں ریچھ ٹہل رہے ہیں۔ کنارے پر بیٹھے براہمن وہاں وید پاٹھ کر رہے ہیں۔ کہیں مست ہاتھی۔ شیر اور سانپ وغیرہ جانور گھوم رہے ہیں۔

اس ندی کے کنارے پر کشیپ بنسی مہاتما کنو کا وہ آشرم دیکھ کر راجہ نے اس کے اندر جانے کا وچار کیا۔ جس طرح گنگا جی سے نرنارائن کا آشرم شوبھا دیتا ہے۔ ویسے ہی اس مالنی ندی سے شوبھا پاتے ہوتے آشرم کے پاس پہنچ کر راجہ نے اپنی سب فوج کو وہیں روک دیا۔ اور کہا۔ میں مہاتما تیجسوی۔ تپسوی۔ منی کنو کے درشن کو جاتا ہوں۔ جب تک میں نہ آؤں۔ تب تک سب سپاہ یہیں ٹھیرے۔

چھتر، چنور، مکٹ وغیرہ۔ سب شاہی ٹھاٹھ وہیں چھوڑ کر وزیر اور پروہت کے ساتھ راجہ اس آشرم کے اندر گئے۔ آشرم کے اندر پاؤں رکھتے ہی راجہ کی بھوک پیاس اور تھکان کافور ہو گئی۔ پھل پھول سے بھرے ہوئے درختوں۔ پرندوں اور بھنوروں سے بھرے ہوئے اس آشرم کی شوبھا دیکھ کر راجہ کو بڑا آنند اور تعجب ہوا۔

اس آشرم میں جگہ جگہ پر برت دھاری۔ جپ ہوم میں لگے ہوتے براہمنوں کو راجہ نے دیکھا۔ منیوں کے بچھے ہوتے سندر اور عجیب وغریب آسنوں کو دیکھ کر

راجہ کو بڑا تعجب ہوا۔ دیو ستھانوں میں براہمنوں کو پوجا کرتے ہوئے دیکھ راجہ نے سمجھا کہ میں برہم لوک میں ہوں۔ راجہ جتنا ہی اس آشرم کی شوبھا دیکھتے تھے اتنا ہی دیکھنے سے جی نہیں بھرتا تھا۔

شکنتلا اور دُشینت کی بات چیت

شری ویشمپائن جی بولے۔ اس کے بعد راجہ دُشینت وزیروں کو باہر ہی چھوڑ کر اکیلے رشی کنو کے آشرم میں آ گئے وہاں پر کنو رشی کو نہ دیکھ کر آشرم کو خالی پا کر بلند آواز سے راجہ بولے یہاں کون ہے؟ راجہ کی آواز سُن کر تپسونی کا بھیس دھارن کئے ہوئے ساکشات لکشمی کی طرح سُندری ایک کنیا اس آشرم سے نکل آئی۔ راجہ کو دیکھ کر اس سُندری کنیا نے ان کا سواگت ستکار کیا۔ بیٹھنے کے لئے آسن دیا۔ ہاتھ پاؤں۔ مُنہ دھونے کے لئے جل دیا۔ اور کند مول پھل وغیرہ دیئے۔ اس طرح آدر ستکار کر کے اس کنیا نے شرماتے ہُوئے پوچھا۔

مہاراج کہئے۔ اور کیا آپ کی سیوا کی جائے؟

اُس میٹھے بچن بولنے والی کُماری کی پُوجا کو سویکار کر کے راجہ بولے۔ ہے سُندری! میں مہا بھاگ مہرشی کنو کے درشن کرنے آیا ہوں۔ ہے دیوی! بولو۔ وہ بھگوان اس وقت کہاں گئے ہیں؟

شکنتلا (اس کنیا کا نام) نے کہا۔ میرے پتا جی پھل لانے کے لئے پاس کے باغ میں گئے ہیں۔ آپ لمحہ بھر ٹھہرئیے۔ وہ آتے ہی ہوں گے۔

شری ویشمپائن جی بولے۔ راجہ رشی کو نہ پا کر وہاں ٹھہر گئے اور اس تپشونی کنیا کے بے مثال حُسن اور جوانی کو دیکھ کر بولے۔ سُندری تم کون ہو؟ کس کی بیٹی ہو۔ تم ایسی رُوپ گُن وتی ہو کر بھی کیوں اس بَن میں آئی ہو، کہاں سے آئی ہو۔ ہے سُندری تم نے ایک بار دیکھ کر ہی میرے مَن کو ہر لیا ہے۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو؟

شکنتلا نے مسکراتے ہوئے شیریں آواز میں کہا۔ مہاراج! میں مہاتما دھیر تپسوی مہاتما کنو کی کنیا ہوں۔

یہ سُن کر دُشینت نے کہا۔ سُندری تینوں لوکوں میں پوجے جانے والے مہرشی کنو تو اُوردھو رتیا (بال برہمچاری) ہیں۔ دھرم خواہ اپنی مریادا سے

ٹل جائے مگر وہ دھرم سے نہیں گر سکتے پھر تم کس طرح اُن کی کنیا ہوئیں؟ اس بات پر مجھے بڑا تعجب ہُوا ہے۔ میرے اس تعجب کو دُور کرو۔

شکنتلا نے کہا۔ ایک بار ایک رشی نے آکر مہرشی کنو سے یہی سوال کیا تھا۔ مہرشی نے ان سے جو کچھ کہا تھا۔ وہ میں نے سنا ہے۔ وہی میں آپ سے بیان کرتی ہوں۔ سُنیئے۔

کسی وقت میرے باپ سے اس رشی ور نے آکر میرے جنم کا حال پوچھا تھا۔ کہ ہے رشی ور آپ تو برہمچاری ہیں۔ پھر یہ شکنتلا آپ کی کنیا کیسے ہوئی۔ میرے باپ کنو نے ان سے کہا تھا۔ ہے مُنی ور! پہلے وقت میں مہرشی وشوامتر ایسا گھور تپ کرنے لگے۔ کہ اُسے دیکھ کر اندر بہت ہی ڈرے۔ اور ان کو یہ فکر ستانے لگی کہ ایسی کٹھن تپسّیا کر کے مہرشی کہیں میرا (اندر کا) عہدہ نہ لے لیں۔ اس لئے اندر نے اپنا کام نکالنے کے لئے مینکا اپسرا کو بلا کر اس سے کہا کہ سورگ میں جتنی اپسرائیں ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر حسین تم ہو۔ تم میرا ایک کام کرو۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے دھیان دے کر سنو۔ یہ سورج کی مانند تیجسوی رشی وشوامتر گھور تپ کر رہے ہیں۔ ان کی تپسّیا دیکھ کر میرا دل کانپ رہا ہے کہ کہیں یہ میرا سنگھاسن ہی نہ چھین لیں۔ اس لئے تمہارے ذمّہ یہ کام ہو گا کہ جس سے رشی اپنے تپوبل سے میرا سنگھاسن نہ چھین سکیں۔ ان کے پاس جا کر تم ایسی حرکات کرو۔ کہ وہ تم پر فریفتہ ہو کر تپ کرنا چھوڑ دیں۔ حُسن۔ جوانی، لطافت، نزاکت، مسکراہٹ، بات چیت، چتون وغیرہ سے مُنی کے دل کو لُبھالو۔ ایسا کرو کہ وہ تپ کرنا بھول جائیں۔

مینکا بولی۔ ہے مہاراج! مہاتما وشوامتر بڑے تیجسوی، تپشسوی اور کرودھی ہیں۔ آپ بھی ان کو جانتے ہیں۔ اُن کے تیج تپ اور کرودھ سے جب آپ ہی اس قدر خوف کھاتے ہیں۔ تب میری حقیقت ہی کیا ہے۔ یہ وہی رشی ہیں جو کشتری جنس میں جنم لے کر اپنے تپوبل سے براہمن ہو گئے ہیں۔

میں اُن سے بہت ڈرتی ہوں۔ ہے دیوراج۔ مجھے ایسی آگیا دیجئے کہ جس سے وہ ناراض ہو کر مجھے نشٹ نہ کر دیں۔

دیکھئے وہ مُنی۔ اپنے تیج سے تینوں لوکوں کو جلا کر پاؤں کی ایک ٹھوکر سے پرتھوی کو ہلا سکتے ہیں۔ سمیرو پربت کو اُٹھا کر پھینک سکتے ہیں اور بہت جلدی چاروں سمتوں (اطراف) کو الٹ پلٹ کر سکتے ہیں۔ ایسے جلتی اگنی کی مانند تپسوی

جلندریہ ۔ مہرشی کو میرے جیسی ابلا استری چھو بھی نہیں سکتی ۔ اُن کے منہ میں آگ ۔ آنکھوں میں سورج چاند اور زبان پر کال ہے ۔ ان خوفناک رشی کو مجھ جیسی ابلا استری کیسے چھو سکتی ہے ؟ اور آپ جب آگیا کر رہے ہیں ۔ تب میں آپ کی آگیا کو بھی ٹال نہیں سکتی ۔ مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں رشی کے پاس جانا ہی پڑے گا ۔ ہے دیوراج! آپ میری رکھشا کا کوئی اُپائے سوچئے ۔ ایسا کیجئے کہ جس سے میں رشی کے کرودھ سے جل نہ جاؤں ۔ اور آپ کا کام بھی پورا ہو جائے ۔ ہے دیو! میں اس مُنی کے پاس جا کر جب کریڑا کروں گی (کھیلوں گی) تب آپ پون کو حکم دیجئے گا کہ وہ اس وقت میرے انگ پر سے کپڑا ہٹا دیں اس وقت (جب میں رشی کو لُبھانے لگوں گی) کام دیو کو بھی میری مدد کرنی پڑے گی ۔ اور صبح کی نسیم پھولوں کی خوشبو لئے اٹھکیلیاں کرتی پھرے ۔

اندر نے مینکا کے کہنے کے مطابق سب انتظام کر دیا ۔ یعنی کام دیو اور بسنت کی ہوا کو اس کے ساتھ کر دیا ۔ تب مینکا وشوامتر کے آشرم کو چلی ۔

شکنتلا کے جنم کی کتھا

شکنتلا راجہ دشینت سے کہہ رہی ہے ۔ مہاراج! مہرشی کنونے اس رشی سے کہا ۔ کہ ہے مُنی! دیوراج اندر کی آگیا سے پون دیو مینکا کے ساتھ ہو لئے ۔ مینکا سورگ سے چل کر وشوامتر کے آشرم میں آئی ۔ اس نے ڈرتے ڈرتے آشرم میں جا کر دیکھا کہ بے عیب پوتر جسم والے مُنی وشوامتر تپسیا میں مگن ہیں ۔ مینکا نے پہلے انہیں پرنام کیا ۔ اور پھر وہ طرح طرح کے ناز و انداز سے جسم کو حرکت دیتی ہوئی ادھر اُدھر ٹہلتی ہوئی گیند لے کر کھیلنے لگی ۔ اسی وقت وایو نے اس کے جسم سے چاند کی چاندنی کی مانند اُجلے کپڑے کو اُڑا کر الگ کر دیا ۔ مینکا ہوا پر جھنجھلاتی ہوئی نزاکت سے شرم و حیا کا بہانہ کرتے ہوئے کپڑا لینے کے لیے دوڑی ۔ مُنی کا دھیان اُدھر گیا ۔ اُن کی آنکھ کھل گئی ۔ اُنہوں نے دیکھا کہ ایک پرم سُندری کماری ننگی ہوئی کپڑا اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے ۔ اس منوہر روپ والی اپسرا کو ننگی دیکھ کر اس کی جوانی اور حُسن پر فریفتہ ہو کر مُنی کام کے بس ہو گئے ۔ اور اس کو اپنے پاس بلا کر اپنا منورتھ اس سے کہا ۔ مینکا تو اسی غرض کے لئے آئی تھی خوشی خوشی

راضی ہو گئی۔

اس طرح مہرشی وشوامتر اور مینکا اس جگہ پر بہت دنوں تک سُکھ بھوگتے رہے۔ وہ سکھ کی مدت انہیں ایک دن کے برابر معلوم ہوئی۔ اُس وقت مُنی کے مینکا کے گربھ سے شکنتلا نامی کنیا پیدا ہوئی۔ ہمالیہ پہاڑ کی ترائی میں مالنی ندی کے کنارے اُس حال کی پیدا ہوئی بالکا کو چھوڑ کر اپسرا اپنا کام کر کے سورگ کو چلی۔

شیر، بھیڑیا وغیرہ خونی جانوروں سے بھرے ہوئے سنسان جنگل میں وہ بالکا پڑی تھی۔ یہ دیکھ کر جنگلی پرندوں نے اس طرح سے اُسے گھیر لیا کہ گدھ وغیرہ گوشت خور پرندے اُسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس وقت میں (کنو رشی) سنان کرنے کے لئے ندی کے کنارے پر گیا۔ وہاں سنسان جنگل کے درمیان پرندوں سے گھری ہوئی حال کی پیدا ہوئی بالکا کو دیکھ کر میں اُسے اپنے آشرم میں اُٹھا لایا۔ اور اپنی کنیا کی طرح اس کی پرورش کرنے لگا۔ یہ وہی کنیا ہے۔ اس کو میں نے اپنی کنیا مانا ہے۔ دھرم شاستر کی رُو سے باپ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ جنم دینے والا۔ پران دینے والا (رکھشک) اور انّ دینے والا۔ (پرورش کرنے والا) شکنت (پرندے) اس سنسان جنگل میں گھیر کر اس کی رکھشا کر رہے تھے۔ اس لئے میں نے اس کا نام شکنتلا رکھ دیا۔ یہ شکنتلا اس طرح میری کنیا ہے۔ اور یہ بھی مجھے اپنا پتا سمجھتی ہے۔

شکنتلا بولی۔ مہاراج! پتا نے اس مہرشی کے پوچھنے پر جو کچھ حال بتلایا تھا سو میں نے آپ کو بتلایا۔ میں — اپنے پتا کو نہیں جانتی، رشی کنو ہی کو اپنا پتا جانتی اور مانتی ہوں۔

شکنتلا اور راجہ دشینت کا گندھرودھی سے پانی گرہن۔

کنو اور شکنتلا کی بات چیت۔ کنو کا شکنتلا کو ور دینا۔

راجہ دشینت بولے۔ ہے کلیانی! میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم براہمن کی بیٹی نہیں ہو۔ تمہاری باتوں سے اور بھی صاف ہو گیا کہ تم کشتری کی کنیا ہو۔ ہے سُندری! تم میری بھاریا (پتنی) ہونا قبول کرو۔ کہو اس کے لئے مجھے کیا کرنا ہوگا۔

میں تمہیں سونے کی مالا۔ بیش قیمت کپڑے۔ سنہری کمنڈل۔ کئی ملکوں کے جگمگ جگمگ کرنے والے ہیرے اور جواہرات، کئی طرح کے زیورات۔ مرگ چرم، اپنی سب دولت وحشمت یہاں تک کہ اپنی ساری سلطنت بھی میں تم کو دیتا ہوں۔ تم گندھرو ودھی سے میرے ساتھ شادی کر لو۔ کشتریوں کے لئے گندھرو بواہ ہی سب سے افضل ہے۔

شکنتلا بولی۔ میرے پتا پھل لانے کے لئے گئے ہیں گھڑی بھر ٹھیر جائیے۔ وہی آکر مجھے آپ کو دیں گے۔

دشینت نے کہا۔ اے سُندری! میں چاہتا ہوں کہ تم خود اپنی مرضی سے مجھ کو بھجو۔ میں تم پر فریفتہ ہو رہا ہوں۔ میرا من تجھ میں لگ گیا ہے۔ اپنی بھلائی کو انسان خود ہی سمجھ سکتا ہے اور آپ ہی اپنی راہ نکال سکتا ہے۔ اس لئے دھرم پوروک تم خود ہی اپنے آپ کو مجھے ارپن کر دو۔ دھرم شاستر میں آٹھ طرح کے بواہوں کا ذکر ہے۔ براہم، دئیو، آرش، پراجہ پتیہ، آسُر، گاندھرو، راکشس اور پشاچ۔ منو بھگوان نے کہا ہے کہ ان آٹھ طرح کے بواہوں میں سے پہلے سے چوتھے تک براہمن کے لئے اور پہلے سے چھٹے تک کشتریہ کے لئے جائز ہیں۔ راج لوگ ساتواں یعنی راکشس بواہ بھی کر سکتے ہیں۔ ویش اور شودر آسر بواہ بھی کر سکتے ہیں۔ پہلے تین یعنی براہم، دئیو اور پراجہ پتیہ دھرم کے انوسار بہت اچھے ہیں۔ اور چوتھے اور پانچویں یعنی آرش اور آسُر بھی دھرم کی رُو سے ناجائز نہیں ہیں۔ پشاچ اور آسر بواہ کو دِوجوں کو کبھی نہ کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ اُن کے لئے دھرم کے خلاف ہیں۔ بواہ کی یہی دھرم کے انوکول ودھی ہے۔ ایک کی مرضی سے یا دونوں کی مرضی سے ہونے والے گندھرو اور راکشس بواہ بھی کشتریوں کے لئے اچھے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ میری تم سے بواہ کرنے کی بڑی خواہش ہے اور تمہاری بھی یہی خواہش ہے اس لئے تم میرے ساتھ گندھرو بواہ کر کے مجھے خوش کر دو۔

شکنتلا بولی۔ مہاراج! اگر یہی دھرم کا مارگ ہے۔ اور اگر مجھے اپنے کو آپ دینے (آتم سمرپن کرنے) کا ادھکار ہے تو میں آپ کو گندھرو ریتی سے سویکار کرتی ہوں مگر پہلے آپ کو میرے ساتھ ایک پرتگیا کرنی ہوگی۔ آپ سچے دل سے پرتگیا کیجئے کہ میرے گربھ سے آپ کے جو بیٹا ہوگا اُسی کو آپ اپنے بعد سلطنت کا حقدار

بنائیں گے اگر آپ یہ شرط مان لیں تو مجھے آپ کے ساتھ شادی کرنے میں کچھ عذر نہیں ہے۔

شری وِشوامتر جی بولے۔ راجہ نے بنا کچھ سوچے سمجھے اسی وقت یہ شرط مان لی۔ اور کہا ہے سندری! میں جلدی ہی تم کو اپنی راجدھانی میں لے جاؤں گا۔ تم مہاراجوں کے محل ہی میں رہنے کے یوگیہ ہو۔

یہ کہہ کر گندھرو ودھی سے راجہ نے شکنتلا کے ساتھ بواہ کیا اور وہیں اپنی اچھا پوری کی۔ اس کے بعد چلتے وقت دشینت نے بار بار شکنتلا سے کہا۔ سُندری! تم یقین رکھو۔ تمہیں لانے کے لئے میں اپنی چترانگنی سینا بھیجوں گا اور بڑی دھوم دھام سے تم کو راجدھانی میں لاؤں گا۔

راجہ وِشوامتر جی بولے ہے راجہ جنمیجے! اس طرح شکنتلا سے پوچھ کر چلے گئے کہ کنو یہ سب سنیں گے تو کیا کہیں گے۔ یہی سوچتے ہوئے راجہ اپنی راجدھانی کو چلے گئے۔

ادھر تھوڑی دیر میں مہرشی کنو اپنے آشرم میں آئے۔ شکنتلا شرم کی وجہ سے پہلے کی طرح بے دھڑک اُن کے سامنے نہ جا سکی۔

مہرشی کنو نے اپنے وِدّیہ گیان سے سارا حال جان لیا۔ تب اُنہوں نے شکنتلا سے کہا۔ بیٹی تم نے آج میری صلاح لئے بنا ہی جو پُرش کو سویکار کیا ہے۔ اس کے لئے تم کچھ فکر نہ کرو۔ اس سے دھرم کی کچھ بھی ہانی نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ کہا گیا ہے کہ کشتری کے لئے گندھرو بواہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ سنسان جگہ میں کام آسکت ناری سے کام آسکت پُرش کا بنا منتر پڑھے جو ملاپ ہوتا ہے وہ گندھرو بواہ کہلاتا ہے۔ راجہ دشینت دھرماتما اور سریشٹھ ہے۔ تم نے ایسے شریشٹھ راجہ کو آتم سمرپن کیا ہے۔ سو اچھا ہی کیا ہے اس سے تمہارے گربھ سے ایک مہابلی بیٹا پیدا ہوگا۔ وہ سمندروں سمیت ساری دنیا کا راج کرے گا۔ دِگوِجے (فتح دنیا) کرے گا۔ میدانِ جنگ میں کوئی اُسے جیت نہ سکے گا۔ اور سب جگہ اس کا سکّہ چلے گا۔

تب شکنتلا نے مُنی کے ہاتھ سے پھولوں کی گٹھڑی لے کر اُن کے ہاتھ پاؤں دھوئے۔ رشی کے کچھ آرام کر چکنے پر شکنتلا نے کہا۔ پتا! میں نے دشینت کو آتم سمرپن کیا ہے اور پتی بنایا ہے اس لئے کرپا کر کے اُن پر اور اُن کے وزیروں پر خوش ہو جیئے۔

کنو بولے۔ بیٹی! میں تمہارے سنیہہ کی وجہ سے اُن پر خوش ہی ہوں۔ تمہاری جو خواہش ہو۔ وہ مجھ سے در مانگ لو۔ شکنتلا نے دشینت کے بھلے کے لئے یہی ور مانگا کہ پَورو ونش کے لوگ کبھی دھرم اور راج سے بھرشٹ نہ ہوں۔

شری ویشمپاین جی بولے۔ راجہ دشینت جلدی ہی سپاہ بھیج کر شکنتلا کو اپنے پاس بلانے کی پرتگیا کر کے اپنی راجدھانی کو چلے گئے۔ ادھر ٹھیک وقت پر شکنتلا کے گربھ سے ایک غیر معمولی پراکرمی اور تیجسوی بیٹا پیدا ہوا۔ پُنیہ کاریوں کو جان کر مہرشی کنو نے ہی اُسی اُدار گتی اور آگ کے مانند تیجسوی بالک کے جات کرم سنسکار وغیرہ کرائے۔ وہ دن بدن بڑھتا ہوا بڑا بلی ہو گیا۔ اس کے دانت نوکیلے اور چمکیلے تھے۔ ہاتھ میں چکّر کا نشان تھا۔ اور سر بہت بڑا تھا۔

وہ کمار چھ سال کی عمر میں شیر، بھیڑیئے، سوّر، جنگلی بھینسے مست ہاتھی وغیرہ آشرم میں پھرنے والے جنگلی جانوروں کو پکڑ لیتا تھا۔ کسی کو درخت سے باندھ دیتا۔ کسی کی پیٹھ پر چڑھتا، کسی کے پیچھے دوڑتا اور اس طرح اُن کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اس بالک کے ان غیر معمولی کاموں کو دیکھ کر سب آشرم نواسی رشیوں نے سب کا دمن کرنے والے اس بالک کا نام سَرودَمن رکھ دیا۔

اس بالک کے الوکک کرم اور پراکرم کو دیکھ کر کنو نے شکنتلا سے کہا۔ تمہارا بیٹا اب ولی عہد ہونے لائق ہو گیا ہے۔ اب انہوں نے اپنے چیلوں کو آگیا دی۔ کہ تم شکنتلا کو اس کے بیٹے سمیت جھٹ پٹ اس کے پتی کے گھر پہنچا آؤ۔ شادی شدہ عورتوں کا بہت دنوں تک ماں باپ کے گھر رہنا ٹھیک نہیں ہے اس سے ان کی شہرت، چلن اور دھرم میں دھبہ لگتا ہے اس لئے جلد یہ کام کر آؤ۔

چیلے جو آگیا کہ کر پربھات کال کے سورج کی طرح تیجسوی کمل جیسی آنکھوں والے دیو کمار کی طرح منوہر اس بالک اور شکنتلا کو اپنے ساتھ لے کر ہستناپور کی طرف روانہ ہو گئے۔ راجہ کی سبھا میں پہنچ کر مُنی کے اُن چیلوں نے راجہ سے کہا۔

"مہاراج! آپ کی یہ استری اور یہ بیٹا آپ کے پاس پہنچا کہ ہم اپنے آشرم کو جاتے ہیں" تپسوی رشی کمار یہ کہہ کر کنو کے آشرم کو لوٹ گئے۔ تب شکنتلا نے بڑی عاجزی سے پرنام کر کے راجہ دشینت سے کہا۔ بھگون! یہ دیوتاؤں کی مانند بل اور شکتی رکھنے والا بالک آپ سے میرے گربھ میں پیدا ہوا ہے۔

اب یہ یوگیہ اور سیانا ہو گیا ہے اس لئے مہرشی کنو کے آشرم میں پہلی ملاقات کے وقت جو پرتگیا آپ نے میرے ساتھ کی تھی۔ اس کے مطابق اب اسے ولی عہد بنا دیجیے۔

تب شکنتلا کے یہ بچن سنتے ہی راجہ دشینت کو اپنی وہ کرتوت یاد آ گئی۔ اس پر بھی انہوں نے کہا۔ اری دشٹے! تو کس کی استری ہے؟ یہ بالک کس کا ہے؟ مجھ کو تجھ سے ملنے کی اور ایسی کوئی پرتگیا کرنے کی بات یاد نہیں ہے۔ میں دھرم۔ ارتھ یا کام کے متعلق تیرے ساتھ اپنا کچھ بھی تعلق نہیں جانتا۔ اس لئے جہاں تیری مرضی ہو چلی جا۔ میں نہ تجھ سے رہنے کو کہتا ہوں اور نہ کہیں جانے کے لئے ہی۔

راجہ دشینت کی ایسی درشت بیانی سن کر شکنتلا کے سر پر بجلی گر پڑی۔ وہ بت کی طرح کچھ وقت تک شرمساری اور رنج کی وجہ سے بے سدھ سی کھڑی رہی۔ غصے کے مارے شکنتلا کی آنکھیں لال ہو گئیں اور دونوں ہونٹ پھڑکنے لگے۔ تب وہ سندری ترچھی اور تیز چتونوں سے راجہ کی طرف اس طرح دیکھنے لگی گویا اسے بھسم کر دے گی۔ کرودھ سے بھڑکا ہوا تپوبل پرگٹ ہو گیا۔ مگر اسے شکنتلا نے آپ ہی شانت کر لیا۔ یعنی راجہ کو (پتی سمجھ کر) سراپ نہیں دیا۔

اس طرح گھڑی بھر ناقابلِ برداشت چنتا میں رہ کر شکنتلا نے راجہ کی طرف دیکھ کر غصے اور رنج کو پرگٹ کرنے والی زبان میں کہا مہاراج آپ سب جانتے ہیں۔ آپ کو سب یاد ہے۔ تو بھی معمولی کمینے آدمیوں کی طرح میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں۔ اس بارے میں سچ اور جھوٹ کو آپ کا دل جانتا ہے۔ آپ سچ اور جھوٹ کے ساکشی اپنے آتما کا اُنادر کر رہے ہیں۔ آپ سچ کہیے۔ اپنی آتما کو پاپی نہ بنائیے۔ جو اپنے دل میں کوئی اور بات رکھتا ہے اور لوگوں کے سامنے کچھ اور ظاہر کرتا ہے۔ وہ آتم ہتیارا ہے اور اسے چوری کرنے کا پاپ لگتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے کوئی بھی پاپ مشکل نہیں۔ یعنی وہ سب پاپ کرنے پر مستعد ہو سکتا ہے۔ مہاراج! آپ سوچتے ہیں کہ اس بات کو صرف آپ ہی جانتے ہیں۔ مگر مہاراج! یہ آپ کی غلطی ہے۔ سب کے دلوں میں انتریامی نارائن رہتا ہے۔ وہ انسان کے سب کرموں کو دیکھتا ہے۔ آپ انہی نارائن کے سامنے پاپ کے بھوگی ہو رہے ہیں۔ پاپ کرنے والے لوگ اپنے من میں یہ سمجھتے ہیں کہ میرے پاپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ نہیں جانتے کہ سب دیوتا

اور دل میں آتم رُوپ سے بیٹھے ہوئے نارائن اس کے گواہ ہیں - سورج - چاند - اگنی - وایو - آکاش - پرتھوی جل - ہردے - یم راج - دن - رات - صبح - شام اور دھرم - انسانوں کے چلن (نیک و بدفعل) کو ہمیشہ دیکھا کرتے ہیں - دل میں بسنے والے بھگوان جس کے کاموں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اس کو سوریہ پُتر یم راج چھوڑ دیتے ہیں اور وہ نارائن جس کے کرموں سے ناراض ہوتے ہیں اس کو پاپی سمجھ کر یم راج طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں - جو اپنی آتما کو مار کر اپنے آپ کو اور کا اور ظاہر کرتا ہے - اس سے نہ دیوتا خوش ہوتے ہیں اور نہ پرماتما ہی - اس لیۓ اسے سُکھ نہیں ملتا -

مہاراج! میں پتی برتا ہوں - اپنے آپ آئی ہوں - یہ جان کر آپ میرا اس طرح نرادر نہ کیجئے - میں آپ سے آدر پانے کی حقدار آپ کی بھارْیا آپ کے پاس خود آئی ہوں - آپ کیوں نہیں آدر کے ساتھ مجھے گرہن کرتے؟ مہاراج! معمولی آدمیوں کی طرح آپ بھری سبھا میں کیوں میرا اپمان کر رہے ہیں - میں جنگل میں کھڑی نہیں رو رہی ہوں - پھر آپ کیوں نہیں میری پرارتھنا پر دھیان دیتے ؟ راجن! میں بار بار آپ سے پرارتھنا کر رہی ہوں - اگر اتنے پر بھی آپ میری پرارتھنا پر دھیان نہ دیں گے تو یاد رکھیئے کہ آپ کے سر کے سو ٹکڑے ہو جائیں گے - وید کے جاننے والے مہاتماؤں نے صاف طور پر کہا ہے - کہ سوامی (پتی) بھارْیا (پتنی) کے گربھ میں داخل ہو کر آپ ہی بیٹے کی شکل سے پیدا ہوتا ہے - اس لئے استری کو جایا کہتے ہیں دھرم پتنی سے جو بیٹا پیدا ہوتا ہے - وہ بنس کو بڑھا کر اپنے بزرگوں کا اُدّھار کرتا ہے - لڑکا پوتّن نامی نرک سے پتروں کی رکھشا کرتا ہے - اس سے اس کو پُتر کہتے ہیں - جو عورت گرہستی کے کاموں میں ہوشیار - بیٹے والی - پتی سے گہرا سچا پریم کرنے والی ہوتی ہے - وہی حقیقت میں بھارْیا ہے - بھارْیا پرش کا آدھا انگ ہے - بھاریا سب سے اُتم متر ہے - بھارْیا ہی سے دھرم - ارتھ اور کام کی سِدّھی ہوتی ہے - بھاریا ہی مکتی کی جڑ ہے - بھاریا کے بنا پُرش دھرم - کرم نہیں کر سکتا - بھاریا ہی سے گرہست آشرم پورا ہوتا ہے - بھاریا سے انسان سوبھاگیہ شالی ہوتا ہے اور بھاریا ہی سے سُکھ ملتا ہے - مدھر بچن بولنے والی استری ایکانت میں متر کی طرح سکھ دیتی ہے - دھرم کے کاموں میں پتا کی طرح لگاتی رہتی ہے - اور بیماری وغیرہ میں یا دُکھ

کے وقت ماتا کی طرح سیوا کرتی ہے۔ استری کے پاس رہنے سے انسان گھنے، سونے جنگل میں بھی سُکھ سے رہ سکتا ہے۔ جس کی استری نہیں ہے اس پر کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ اس لئے استری ہی پرش کی سریشٹ گتی ہے۔ مصیبت کے وقت اور مرنے پر پتی برتا استری ہی (ستی ہوکر) پُرش کا ساتھ دیتی ہے۔ جو پتی برتا استری پہلے مرجاتی ہے۔ تو پرلوک میں پتی کے لئے انتظار کرتی ہے۔ لیکن پتی اگر پہلے مر جاتا ہے تو وہ اسی وقت اس کے ساتھ پرلوک سدھارتی ہے۔ اس لئے مہاراج! بدھاتا کی چال چلی ہے، جو بچّی استری ہوتی ہے اُسے اُس کا پتی اس لوک میں اور پرلوک میں بھی پاتا ہے۔ پنڈتوں کا کہنا ہے۔ پُرش پُتر روپ سے آپ ہی استری سے پیدا ہوتا ہے اس لئے پتر والی استری کا ماتا کی طرح آدر کرنا چاہیئے۔

جیسے سورگ کو پاکر دھرماتما آدمی کو خوشی ہوتی ہے۔ ویسے ہی باپ اپنے بیٹے کو آئینے میں اپنے ہی چہرے کی طرح دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ جیسے دھوپ میں جلا ہُوا آدمی ٹھنڈے پانی میں نہا کر خوش ہوتا ہے ویسے ہی جسم کے دُکھ درد اور من کی بے چینی سے ویاکل پرش استری کے سنگ سے شانتی پاتا ہے۔ رتی (وشے آنند) پریتی (سنسارک سکھ) اور دھرم (پارمارتھک سکھ) بھاریا ہی کے آدھین ہے۔ اس لئے کچھ کرودھ ہونے پر بھی سمجھ دار لوگ استری سے ناپسندیدہ بچن نہیں کہتے۔ استریوں ہی سے پُرش پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ہی پُرشوں کے پیدا کرنے کا پَوِتر اور نِتیہ (ابدی) ستھان ہے۔ استریوں کے بغیر بڑے بڑے رشی بھی سنتان پیدا نہیں کر سکتے۔ جب مٹّی میں لوٹا ہوا بچّہ دوڑ کر باپ سے لپٹ جاتا ہے۔ تب پتا کو جو سُکھ ملتا ہے اس سُکھ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی سُکھ ہی نہیں ہے۔ دیکھئے یہ تیجسوی سُندر آپ کا بالک آپ کے پاس آنے کی خواہش سے بار بار آپ کی طرف دیکھ رہا ہے آپ کیوں نہیں اسے پریم سے بُلا کر اپنی گود میں لے لیتے ہو؟

مہاراج! چیونٹیاں بھی اپنے انڈے لئے لئے پھرتی اور انہیں پالتی ہیں آپ دھرماتما اور سمرتھ ہوکر بھی ایسے بیٹے کا آنادر کر رہے ہیں۔ مجھ سے پیدا ہوئے اپنے بیٹے کی پرورش آپ کیوں نہیں کرتے؟

مہاراج! پُتر کے گلے ملنے سے بڑا سکھ ہوتا ہے۔ کلیجے میں ٹھنڈک پڑتی ہے۔ کپڑا۔ استری کا سپرش (چھونا) اور جل بھی ایسا شیتل اور سُکھ دایک

نہیں ہے۔ جیسے انسانوں میں براہمن، چوپایوں میں گائے اور قابلِ تعظیم آدمیوں میں گورو سریشٹ ہے۔ ویسے ہی جن چیزوں کو چھونے سے سُکھ ملتا ہے۔ ان میں پُتر ہی سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ بلا کر اس آنکھوں کے تارے کو اپنی چھاتی سے لگا لیجئے۔ بیٹے کے سپرش سے بڑھ کر سُکھ اس سنسار میں نہیں ہے۔ پورے تین برس گربھ میں رہ کر یہ پرم پراکرمی آپ کا پُتر پیدا ہوا ہے۔ جب میں جننے والی تھی تب میں نے آکاش بانی سنی تھی۔ یہ آپ کا بیٹا سو اشومیدھ یگیہ کر کے اپنی شہرت کو بڑھائے گا۔

انسانوں میں دیکھا جاتا ہے کہ تھوڑے فاصلے پر دوسرے گاؤں کے سفر سے واپس لوٹ کر جب گھر آتے ہیں۔ تب پیار کے مارے بچوں کو گود میں لے کر محبّت سے اُن کا ماتھا سونگھتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ جات کرم سنسکار کے وقت جو ویدک منتر پڑھے جاتے ہیں۔ ان کا مطلب کیا ہے؟ ان منتروں کا مطلب یہ ہے۔

"بیٹا تمہارا انگ میرے انگ سے اور تمہارا ہردہ میرے ہردے سے پیدا ہُوا ہے۔ ہے بیٹا! تم صرف کہنے کے لئے مجھ سے الگ ہو۔ دراصل تم میری آتما ہی ہو۔ تمہاری پوری سو برس کی عمر ہو۔ بیٹا! میرا جیون اور بنس تمہارے آدھین ہے۔ تم سُکھ سے پورے سو سال تک جیئو۔"

اِس طرح کے منتر پڑھ کر باپ بیٹے کی پیشانی کو بوسہ دیتا ہے آپ پہلے ایک تھے۔ اب اس بیٹے سے دو ہو گئے ہیں۔ یہ بیٹا آپ کے انگ سے پیدا ہوا ہے۔ صاف شفّاف سرووَر کے پانی میں اپنے عکس کی طرح سامنے کھڑے ہوئے اپنے اس بیٹے کو دیکھئے۔ یہ اور کوئی نہیں آپ ہی کا دوسرا رُوپ ہے۔

مہاراج! یاد رکھیئے! آپ جب شکار کے لئے بَن میں جا کر ہرن کا تعاقب کرتے کرتے میرے باپ کنو رشی کے آشرم میں پہنچے تھے۔ تب وہیں مجھ سے اور آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور آپ نے مجھ سے گندھرو بواہ کیا تھا۔ اُروشی۔ پورو جیت۔ ہیجنا، مینکا وشواچی اور گرتاچی۔ سورگ کی یہ بڑی اپسرائیں ہیں۔ ان میں بھی بوہم دیو سے پیدا ہوئی مینکا ہی سب سے سریشٹ ہے۔ مینکا نے سورگ سے دنیا پر آ کر وشوامتر رشی کے سنگ سے گربھ دھارن کیا۔ اور آخر ہمالیہ کی چوٹی پر مجھے جنم دے کر پرائے بچے کی طرح چھوڑ کر وہ دیولوک کو چلی گئی۔

ہے مہاراج! میں نے پچھلے جنم میں ایسا کون سا پاپ کیا تھا کہ بچپن میں ماں باپ نے چھوڑ دیا۔ اور اب آپ بھی تیاگتے ہیں۔ آپ مجھے بھلے ہی چھوڑ دیں۔ میں مہاتما مُنی کے آشرم کو لوٹ جانے کو تیار ہوں۔ مگر اس اپنے پرتاپی بیٹے کو تو آپ رکھ لیجئے۔

راجہ نے کہا۔ شکنتلے! تمہارے گربھ سے بالک پیدا کرنے کی مجھ کو یاد ہی نہیں عورتیں جھوٹ بولنے میں مشہور ہوتی ہیں۔ اس لئے تمہاری ان باتوں پر کون اعتبار کرے گا؟ ممتاہین (بے رحم) ویشیا مینکا تمہاری ماتا ہے۔ جو نرمالیہ (باسی پھول) کی طرح ہمالیہ پر تم کو چھوڑ کر چلی گئی۔ کشتری ہو کر براہمن ہونے کی خواہش رکھنے والے بے درد وشوامتر تمہارے باپ ہیں۔ اپسراؤں میں مینکا اور رشیوں میں وشوامتر سرلیشٹ سمجھے جاتے ہیں۔ تم ان کی لڑکی ہو کر بدچلن استریوں کی طرح ایسی باتیں کر کے میرے گلے کیوں پڑتی ہو؟ ہے دُشٹ تپشونی! تم جو میرے سامنے ایسی ناقابلِ اعتبار باتیں کر رہی ہو۔ اس سے تم کو شرم نہیں آتی؟ تمہارے جیسی بدحال۔ تپشونی کا راج رشی وشوامتر اور سرلیشٹ اپسرا کی کنیا ہونا ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں بتاؤ۔ تمہارا یہ بیٹا اتنی تھوڑی مدت میں ساکھو کے تنے کی طرح ایسا مضبوط کیسے ہو گیا؟

تم نیچ جاتی کی ہو۔ تم کیسے میری استری ہو سکتی ہو۔ مینکا نے شاید کام کے بس میں ہو کر تمہیں گربھ میں دھارن کیا تھا۔ جو ہو۔ تم جو کچھ کہہ رہی ہو۔ اس کا خیال مجھے نہیں آتا۔ میں تم کو نہیں پہچانتا۔ جہاں تمہارا جی چاہے۔ چلی جاؤ۔

شکنتلا بولی۔ مہاراج! آپ دوسرے کے سرسوں جتنے عیب کو دیکھتے ہیں۔ مگر اپنے بیل کے برابر عیب کو دیکھ کر بھی اس پر دھیان نہیں دیتے۔ دیوناریوں میں جیسے مینکا سرلیشٹ ہے ویسے ہی میری جاتی بھی آپ کی جاتی سے سرلیشٹ ہے آپ دھرتی میں بھرمن کرتے ہیں۔ مگر میں آکاش مارگ میں بھی وچر سکتی ہوں۔ اتنے ہی سے آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مجھ میں اور آپ میں پہاڑ اور رائی کا انتر ہے۔ آپ میرے پربھاؤ کو اچھی طرح جان لیں۔ مہاراج! دنیا میں ایک کہاوت مشہور ہے۔ معاف کیجئے گا۔ میں مثال کے طور پر کہتی ہوں۔ بدصورت آدمی جب آئینے میں اپنی صورت دیکھ لیتا ہے۔ تب اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسرے کی صورت اس کی صورت سے کتنی اچھی ہے۔ جو سچ مچ سُندر پرش ہے۔ وہ کسی کا نرادر نہیں کرتا۔ لگاتار بُرے بچن کہنے والے لوگ نندک اور ظالم کہلاتے ہیں۔ سؤر جیسے گندگی کی

طرف ہی جھکتا ہے۔ ویسے ہی مورکھ آدمی دوسرے کی بڑائی اور فضیلت میں نندا (برائی) ہی کو گرہن کرتا ہے۔ مگر دانا لوگ ہنس کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ دودھ کی طرح اُجل بڑائی (خوبیوں) ہی کو لیتے ہیں۔ دوسروں کی نندا سُن کر نیک آدمیوں کو جیسے دُکھ ہوتا ہے۔ ویسے ہی بُرے آدمیوں (دُشٹوں) کو اس میں آنند ملتا ہے۔ سجّن پُرش اچھے آدمیوں کی بڑائی کرکے خوش ہوتے ہیں۔ اور دُشٹ لوگ نندا کرکے خوش ہوتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کے عیب نہیں ڈھونڈا کرتے۔ وہ بڑے سُکھ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مورکھوں کی عمر ہی دوسروں کے عیب دیکھنے میں گزرتی ہے۔ جن باتوں سے نیک لوگ دُشٹوں کو بُرا کہتے ہیں۔ اُنہیں باتوں کو دشٹ لوگ اچھے آدمیوں پر لگاکر ان کی نندا کرتے ہیں۔

ہے مہاراج! اس سے بڑھ کر دنیا میں ہنسی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ دُشٹ لوگ دھرماتماؤں کو دُشٹ کہتے ہیں۔ ناستک لوگ بھی دھرم اور سچّائی کے چھوڑنے والے آدمی سے ڈرتے ہیں۔ پھر آستک کی تو بات ہی کیا؟ جو شخص خود پیدا کرکے بیٹے کو اپنا قبول نہیں کرتا۔ اُسے دیوتا لوگ بھی بھرشٹ کر دیتے ہیں۔ اس مورکھ کو سورگ لوک کبھی نہیں ملتا۔ پتروں کا کہنا ہے کہ پُتر کُل اور بنس کو چلاتا ہے۔ اس لئے پُتر پیدا کرنا سب دھرموں میں سریشٹ ہے۔ اس لئے پُتر کا تیاگ نہ کرنا چاہیئے۔ منّو نے۔ اپنی پتنی کے گربھ سے پیدا ہُوا۔ دوسرے سے لیا ہُوا۔ خریدا ہُوا۔ پالا ہوا اور کشیتر ج پہ پانچ طرح کے بیٹے کہے ہیں۔ ان میں پہلی طرح کا یعنی پتنی سے پیدا شدہ پُتر ہی سریشٹ ہے۔ پُتر پیدا ہو کر پتا کی کیرتی کو اور کُل (خاندان) کے دھرم کو بڑھاتا ہے۔ ماتا پتا کو بڑا آنند دیتا ہے۔ اس لئے آپ کو بیٹے کا تیاگ نہ کرنا چاہیئے۔

مہاراج! ایسا چھل نہ کیجئے۔ اپنی ستیہ کی اور دھرم کی رکھشا کیجئے۔ دیکھئے سو کنوئیں کھدوانے کی نسبت ایک باؤلی بنوانا اچھا ہے۔ سو باؤلی بنوانے کی نسبت ایک یگیہ کرنا اچھا ہے اور ایک سو یگیہ کرنے کی نسبت ایک بیٹا پیدا کرنا اچھا ہے سو بیٹے کی نسبت ستیہ وادی ہونا اچھا ہے۔ ایک طرف سچّائی اور دوسری طرف ہزار اشومیدھ مکھوں کا پھل رکھ لو۔ ستیہ کا پلڑا ہی بھاری رہے گا۔ ویدوں کے ارتھوں کو جاننے اور سب تیرتھوں کے نہانے سے جو پُن ہوتا ہے۔ وہ صرف ستیہ وادی ہونے (سچ بولنے) ہی سے مل جاتا ہے۔ ستیہ کے برابر دوسرا دھرم

نہیں ہے۔ ستیہ سے بڑھ کر بھی اور کچھ نہیں ہے۔ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی پاپ بھی نہیں ہے۔ ستیہ ہی پر برمھ ہے۔ ستیہ ہی اُتم نیم ہے۔ اس لئے سچائی کو مار کر دھرم کا ناش نہ کیجئے۔

ہے مہاراج! اگر آپ کو میری سب باتیں جھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ اور میری باتوں پر یقین نہیں ہوتا۔ تو میں خود بن کو چلی جاتی ہوں۔ کیونکہ آپ جیسے پُرش کے پاس رہنا میں پسند نہیں کرتی۔ مگر یہ بات یاد رکھئے۔ کہ یہ میرے گربھ سے پیدا ہوا بالک آپ کے آگے نہ سہی۔ آپ کے سورگباش ہونے کے بعد ضرور ہی ہمالیہ سمیت ساری پرتھوی کا راجہ ادھیراج ہوگا۔

شری ویشمپاین جی کہہ رہے ہیں۔ مہاراج! اب شکنتلا جوں ہی جانے کو تیار ہوئی۔ توں ہی وزیروں۔ پروہت اور رعایا کے معزز لوگوں (درباریوں) میں بیٹھے ہوئے راجہ کو سنا کر یہ آکاش بانی ہوئی۔ کہ ہے مہاراج! دُشینت! ماتا کے چرم (جھلی، گربھ) سے پیدا ہونے والا بیٹا سب طرح سے باپ ہی کا رُوپ ہے۔ کارن پتا ہے۔ کار یہ بیٹا ہے ماتا تو محض سہایک آدھار ہے۔ آپ اس کی پرورش اور رکھشا کیجئے۔ شکنتلا کا بھی اپمان کرنا آپ کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ پتا پُتر روپ سے آپ ہی اپنے کو نرک سے نکالتا ہے یہ پُتر آپ کا ہے۔ شکنتلا کا کہنا سچ ہے۔ جایا (استری) اپنے آدھے انش کو لے کر بیٹا پیدا کرتی ہے۔ اس لئے آپ اس سنتان کی پرورش کیجئے۔ مہاراج زندہ رہ کر بھی اپنے بیٹے کو چھوڑ کر اس سے الگ رہنا سخت بدقسمتی کی بات ہے اس لئے آپ اس کی پرورش کیجئے۔ اور آپ ہم دیوتاؤں کے کہنے سے اس کا بھرن پوشن (پرورش) کریں گے۔ اس لئے یہ بالک بھرت کے نام سے مشہور ہوگا۔

دیوتاؤں کی یہ بانی سن کر راجہ دُشینت نے بہت خوش ہو کر اپنے وزیروں اور پروہتوں سے کہا۔ آپ لوگ بھی یہ آکاش بانی سُن لیجئے۔ میں اس بالک کو اچھی طرح اپنا پُتر جانتا ہوں لیکن اگر میں صرف شکنتلا کے کہنے سے اس بالک کو اپنا بیٹا مان لیتا۔ تو دنیا میں لوگ طرح طرح کے شک کرتے اور یہ میری سنتان دنیا کی نگاہوں میں پوِتر نہ سمجھی جاتی۔

شری ویشمپاین راجہ جنمیجے سے کہہ رہے ہیں۔ مہاراج! آکاش بانی کے ذریعے پُتر کے یوں ثابت ہونے پر خوش ہو کر راجہ نے اُسے بڑے پریم اور

آدر سے اپنی گود میں لے لیا۔ وہ پیار سے اس کی پیشانی کو بوسہ دینے لگے۔ پُتر سپرش کا اَنوبھو کر کے راجہ کو بے حد آنند ہُوا۔

راجہ دشینت نے شکنتلا کا بھی بڑا آدر کیا اور سمجھاتے ہوئے کہا۔ "پیاری! کسی کو بتلائے بنا میں نے تنہائی میں تم سے شادی کی تھی۔ اس لئے اب تک چنتا میں پڑا ہوا تھا۔ اور کوئی علاج سوچ رہا تھا۔ کہ جس سے تمہاری بدنامی نہ ہو۔ میں سوچتا تھا کہ " میری رعایا کہیں اپنے دل میں یہ نہ سمجھے۔ کہ شکنتلا نے صرف کام کے بس ہو کر صرف سُکھ کی ابھلاشا سے راجہ سے اوچھا تعلق پیدا کر لیا ہے۔ راجہ کے ساتھ ودھی پوروک اِس کی شادی نہیں ہوئی - اور راجہ اس کے ناپاک بیٹے کو راج گدی پر بھٹائیں گے۔

ہے سُندری! یہی سوچ کر تمہارے ساتھ میں نے ایسا سلوک کیا تھا۔ ہے کل دیبی! میرے اپمان کرنے سے غصّے میں آ کر تم نے جو مجھے بُرے بچن کہے ہیں۔ ان کے لئے میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ تم میری پیاری پتنی ہو۔"

راجہ نے اپنی پیاری پتنی کو یوں سمجھا کر کھلانے، کپڑے، گہنے وغیرہ سے خوش کر لیا۔ پھر شُبھ مُہورت (نیک ساعت) دیکھ کر دشینت نے اپنی پرتگیا پوری کرنے کے لیے بھرت کا راج اَبھشیک (راجیا بھیشیک - رسم تخت نشینی، تاج پوشی:- راجسوئے یگیہ کے وقت راجا کو بید منتروں اور مقدس تیرتھوں کے پانی وغیرہ سے غُسل کرایا جاتا ہے) کر کے انہیں ولی عہد بنا لیا۔

ساوِتری کی کتھا

مہاراج یدھشٹر شری مارکنڈے مُنی سے بولے، ہے مُنی سریشٹ! مجھے اپنے اور بھائیوں کے دکھ اُٹھانے کا یا ہاتھ سے راج نکل جانے کا اتنا رنج نہیں ہے۔ جتنا دروپدی کے لئے رنج ہے۔ جوئے کے وقت دُشٹ کوروؤں کے ہاتھوں ستائے جانے پر ہمیں دروپدی نے ہی اس مصیبت سے نجات دلائی تھی۔ انہیں دروپدی کو دُشٹ جیدرتھ نے بن میں ہر لے جاکر گھور کشٹ دیا ہے۔ رشی! آپ نے ان بھاگیہ وتی (بھاگ متی - خوش نصیب) دروپدی کی طرح پتی برتا استری کہیں دیکھی یا سُنی ہے؟

مارکنڈے مُنی بولے۔ مہاراج! کل استریوں کو جتنا سو بھاگیہ حاصل ہو سکتا ہے اتنا سو بھاگیہ راج کنیا پتی برتا ساوِتری نے حاصل کیا تھا۔ ان کے اس سو بھاگیہ کی کتھا میں کہتا ہوں، سُنیئے۔ مدر دیش میں پرم دھرماتما۔ ایشور بھگت۔ ستیہ برت جتیندریہ یگیہ کرنے والے، دان ویر۔ نگرہ داسی اور دیگر پرجا کے پیارے اور سب جانداروں کی بھلائی چاہنے والے ایک راجہ تھے۔ ان کا نام اشوپتی تھا۔ ان کے کوئی سنتان نہ تھی۔ اولاد پیدا ہونے کی اوستھا نکل جانے پر انہوں نے بیٹے یا کنیا کی پراپتی (حصول) کے لئے ساوِتری دیوی کی آرادھنا (عبادت) کی وہ برہم چریہ سے رہ کر اور اِندریہ نگرہ (ضبط حواس) وغیرہ کٹھور برتوں کا پالن کرتے ہوئے ساوِتری دیوی کی خوشی کے لئے اگنی میں ہر روز ایک لاکھ آہوتیاں چھوڑتے تھے۔ اور دن کے چھٹے بھاگ میں تھوڑا سا بھوجن کر لیتے تھے۔ انہوں نے اس قسم سے اٹھارہ سال تک دیوتاؤں کی آرادھنا کی۔

اٹھارہ سال پورے ہونے پر ساوِتری دیوی اُن پر خوش ہوئیں۔ اور اگنی ہوتر

سے پرگٹ (نمودار) ہوکر راجہ سے کہنے لگیں۔ راجن! تمہارے برہم چریہ۔ پوترتا۔ دم، نیم اور اٹل بھگتی سے میں تم پر بہت خوش ہوں۔ تم سدا دھرم کرم کرتے ہوئے زندگی گذارتے ہو۔ اس وقت تمہاری جو خواہش ہو۔ وہ وَر مجھ سے مانگو۔

اشوپتی بولے۔ دیوی! میں نے دھرم رَکھشا کے لئے سنتان کی خواہش سے آپ کی آرادھنا کی ہے۔ اس لئے اگر آپ مجھ پر خوش ہیں۔ تو میری درخواست یہی ہے کہ میرے بنس کو بڑھانے والے میرے بہت سے بیٹے ہوں۔ آپ مجھے یہی وَر (دعا) دیجیے۔ براہمنوں کے اپدیش سے میں بیٹے ہی کو پرم دھرم سمجھتا ہوں۔

تب ساوتری دیوی بولیں۔ راجن! تمہارا یہ مطلب جان کر میں پہلے ہی اس بارے میں بھگوان برہما سے عرض کر چکی ہوں۔ ان کی کرپا (عنایت) سے تمہارے گھر جلدی ہی ایک بڑے تیج والی کنیا پیدا ہوگی۔ اب اس بارے میں (بیٹے کے لئے) تم کچھ نہ کہنا۔ میں خوش ہوکر برھما جی کی آگیا (مرضی۔ اجازت) کے مطابق تم سے یہ بات کہتی ہوں۔

مارکنڈے منی بولے۔ مہاراج! اشوپتی ساوتری کے بچن کو مان کر پھر انہیں پوجا وغیرہ سے خوش کرنے لگے۔ ساوتری کے انتردھان (غایب) ہوجانے پر راجہ اپنے رَنواس میں گئے۔ اس کے بعد وہ پہلے کی طرح پرجا کا پالن کرتے ہوئے اپنے راج میں رہنے لگے۔ کچھ وقت گزرنے پر سداچاری۔ سوشیل راجہ اشوپتی کی بڑی رانی دھرم وتی مالوی کے گربھ رہ گیا۔

ہے بھرت سریشٹھ! رانی مالوی کا وہ گربھ شُکل پکش کے چاند کی طرح دن بدن بڑھنے لگا۔ وقت پورا ہونے پر رانی کے گربھ سے ایک کمل نینی کنیا پیدا ہوئی۔ راجہ اشوپتی نے بہت ہی خوش ہوکر اس کنیا کے جات کرم وغیرہ سنسکار کئے۔ ساوتری منتر (گایتری) پڑھ کر اگنی میں آہوتی دینے سے خوش ہوکر ساوتری دیوی نے وہ کنیا دی تھی۔ اس لئے اشوپتی کی مرضی سے براہمنوں نے اس کنیا کا نام ساوتری ہی رکھا۔ وہ راج کنیا ساکشات لکشمی کی طرح سندری تھی۔ کچھ دنوں میں ساوتری جوان ہوئی۔ پتلی کمر اور چوڑے نتمبوں والی ساوتری کو لوگ دیو کنیا سمجھتے تھے۔ اس سونے کی مورتی کمل نینی کنیا کا تیج ایسا تھا۔ کہ کسی کو اس سے بیاہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

ایک وقت کسی پرب (تہوار۔ تقریب) کے دن ساکشات (مجسم) لکشمی کی مانند سندری (حسین) راجکماری ساوتری اپواس (برت) سنان۔ ہون۔ دیوتاؤں اور براہمنو

کی پوجا کرنے کے بعد پوتر من سے اِشٹ دیوتا (خاندانی مقبول دیوتا۔ جس کی پرستش اس خاندان میں زمانۂ دراز سے ہوتی آئی ہو) کے پرساد کی مالا لے کر اپنے پتا کے پاس آئی۔ پتا کے چرنوں میں پرنام کرنے کے بعد ان کو وہ پرساد کی مالا دے کر ہاتھ جوڑ کر ساوتری ان کے پاس کھڑی ہو گئی۔

اپنی دیو روپ والی کنیا کو جوان دیکھ کر اور یہ سوچ کر کہ کوئی راجکمار اس سے بیاہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ راجہ بہت دکھی ہوئے۔ تب وہ ساوتری سے بولے۔ بیٹی! تمہارے بیاہ کا وقت آگیا ہے۔ مگر کسی نے ابھی تک تمہارے لئے مجھ سے پرارتھنا نہیں کی۔ اس لئے تم خود اپنے برگزیدہ (قابل) پتی ڈھونڈ لو۔ جسے تم پسند کرو۔ اس کے بارے میں اگر مجھ سے کہو۔ میں وچار کر کے اسی کے ساتھ تمہارا بیاہ کر دوں گا۔ ہے بیٹی! براہمنوں کے منہ سے دھرم شاستروں میں میں نے جو سنا ہے۔ سو میں کہتا ہوں۔ سنو۔

جو پتا کنیا کا بیاہ نہیں کرتا۔ جو پُرش رِتو کال میں گمن نہیں کرتا اور جو آدمی وِدھوا (بیوہ) ماتا کی رکھشا اور پرورش نہیں کرتا ان تینوں کی سنسار میں نندا ہوتی ہے۔ اس لئے تم میری آگیا سے جلدی اپنے برگزیدہ وَر (دولہا) ڈھونڈو۔ تم وہی کرو۔ جس میں مجھے دیوتاؤں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

مارکنڈے منی بولے۔ کنیا کو یہ آگیا دے کر اشوپتی نے اپنے بوڑھے وزیروں کو اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ ساوتری نے شرما کر اپنے پتا کے چرنوں میں پرنام کیا۔ پھر وزیروں کے ساتھ سنہری رتھ پر بیٹھ کر وہ وَر کی تلاش میں نکلیں۔ ساوتری بہت سے راج رشیوں کے تپوبنوں میں گئیں۔ اور وہاں جو معزز بوڑھے پُرش نظر آئے۔ ان کے چرنوں میں انہوں نے پرنام کیا۔ اس طرح سب تپوبنوں اور تیرتھوں میں گھومتی ہوئی اور دھن وغیرہ دے کر براہمنوں کو خوش کرتی ہوئی دیوی سداچارنی ساوتری کئی مقاموں میں گھومنے لگیں۔

راجہ اشوپتی اور نارد منی کا سمواد

مارکنڈے منی بولے۔ ایک وقت مدر دیش کے راجہ اشوپتی سبھا میں بیٹھے ہوئے نارد منی سے بات چیت کر رہے تھے کہ اسی وقت منتریوں کے ساتھ سب تیرتھوں اور آشرموں میں گھوم کر ساوتری آگئیں۔ پتا کو اور نارد کو بیٹھے دیکھ کر انہوں نے دونوں کے